پاکستان کسان مزدور تحریک

نیوز لیٹر

ایڈیٹوریل ٹیم : علی اکبر، راجہ مجیب، ظہور جوئیہ، ولی حیدر اور عذرا طلعت سعید

جنوری تا جون 2014 جلد نمبر 4 شمارہ نمبر 1

زراعت پر سامراجی قوتوں کا حملہ

دنیا بھر کی حکومتیں پائیدار ترقی کے لیے اقوام متحدہ کے زیر سایہ عالمی حکمت عملی بنانے میں مصروف ہیں۔ اس عمل میں سرمایہ دار ممالک اور ان کی بین الاقوامی کمپنیاں زیادہ سے زیادہ منافع کے حصول کے لیے ایسے عوامل پر کاربند ہیں جن سے نہ صرف مزدورں اور کسانوں کے روزگار بلکہ ماحولیات پر شدید منفی اثرات مرتب ہونے کے قوی امکان ہیں۔

صنعتی پیداوار کی وجہ سے کاربن گیسیز کے بے تحاشہ اخراج نے عالمی سطح پر تنوع حیات اور ماحول کو تباہی کے دھانے پر لا کھڑا کر دیا ہے۔ یہی کچھ پاکستان میں بھی دیکھنے کو مل رہا ہے۔ ایک طرف ملک کے دیگر حصوں میں پائے جانے والے کارخانوں سے نکلتا ہوا زہریلا دھواں انسان اور مال مویشیوں کی صحت کو شدید نقصان پہنچا رہا ہے اور ساتھ ساتھ زرخیز زمین بنجر کر رہا ہے۔ دوسری طرف زمین، جنگلات اور سمندروں کو زیادہ سے زیادہ پیداوار کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ جنگلات، جو ماحول کی حفاظت کے لیے اہم ترین کردار ادا کرتے ہیں، کی بے دریغ کٹائی سے مزید ماحولیاتی مسائل جنم لے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سیلاب، خشک سالی جیسے سانحات دیکھنے میں آ رہے ہیں۔ جن کا سب سے زیادہ اثر دیہی آبادیوں پر ہے۔ مانسہرہ میں ہونے والی ژالہ باری سے تباہی، جس کی وجہ سے کسان اپنی محنت اور فصل سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں، تھر میں معصوم بچوں کی بڑے پیمانے پر اموات اسی ماحولیاتی بگاڑ کا نتیجہ ہے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ تیسری دنیا کے بہت سے ملکوں میں غذائی قلت کا گہرا تعلق ماحولیاتی تباہی سے ہے۔ اس کے علاوہ صنعتی اور معاشی ترقی کے نام پر زرعی زمینوں پر قبضے کی روش نے عوام کو مزید غذائی عدم تحفظ سے دو چار کر دیا ہے۔ زمین نہ کہ بے زمین کسانوں میں تقسیم کی جاتی تاکہ ملک ترقی کر سکے اور عوام خوش حال ہوں، غیر ملکیوں اور فوجیوں میں بانٹی جا رہی ہے۔ پاکستان پانی کی کمی کا شدید شکار ہے۔ ان حالات میں ایسی طرز زراعت کرنی چاہیے کہ ہم کم سے کم وسائل استعمال کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ غذائی فصلیں اگا پائیں لیکن بڑے پیمانے پر زمینی قبضے کے کئی واقعات سامنے آ رہے ہیں۔ جہاں پر پانی جیسے بیش بہا قدرتی وسائل کا بے دریغ استعمال کرتے ہوئے غیر ملکی کمپنیاں اپنے مفاد پر مبنی نقد آور فصلیں اگا رہی ہیں۔ نتیجتاً سرکار غیر ملکیوں کو نا صرف زمین بلکہ پانی پر بھی کھلے عام ڈاکا ڈالنے کی اجازت دیتے ہوئے عوام و کسان کے انسانی حقوق کی پامالی کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ عالمی سرمایہ دار کمپنیوں اور ان کے زیر سایہ اداروں کی ایماء پر دیسی بیج کو محفوظ کرنے کے بجائے ہماری حکومت ان کمپنیوں کی جینیاتی بیجوں کو تحفظ دینے کے لیے قانون سازی پر بے تاب دیکھائی دیتی ہے۔ چھوٹے کسان وقت کی ضرورت سمجھتے ہوئے روایتی کھیتی باڑی اور دیسی بیج کو بڑھانے کی کوشش میں مصرورف ہیں۔ ان حالات میں ہماری حکومت ناکہ کسانوں کی محنت اور دانش مندی کو سراہتی اور ان کی مدد کے لیے بیج کے حوالے سے خاطر خواہ پالیسی اور قانون سازی کرتی الٹا منافع خور بیج اور زرعی کمپنیوں اور ان کی سرمایہ دار حکومتوں کے مفاد کی بھرپور حفاظت کر رہی ہے۔

آج جب پائیدار ترقی کے لیے اہداف کی نشاندہی کی جا رہی ہے تو وقت کی اہم ترین ضرورت ہے کہ بتدریج تباہی کی طرف گامزن کائنات کی بقاء کے لیے سوچ و بچار کے ساتھ ایسا طرز عمل اپنایا جائے جو انسانی زندگی کو درپیش مسائل کو حل کرنے میں معاون ثابت ہو سکے۔ اس عمل میں چھوٹے پیداواری گروہوں کے لیے اشد ضروری ہے کہ وہ منظّم ہو کر سرکار سے ایسی پالیسی سازی اور لائحہ عمل کا مطالبہ کریں جو عوام و کسان، تنوع حیات اور کرہ ارض سب کی بقاء کا باعث بنے۔

فہرست مضامین:

- پی کے ایم ٹی کا چھٹا سالانہ اجلاس
- پنجاب میں پی کے ایم ٹی کا دوسرا صوبائی اجلاس
- سندھ میں پی کے ایم ٹی کا دوسرا صوبائی اجلاس
- تھر میں اموات: پریس کانفرنس
- ملینیم ترقیاتی اہداف: پریس ریلیز
- مانسہرہ میں ژالہ باری سے تباہ کاریاں
- ترقی کا دوسرا رخ
- زمین فوجیوں کو الاٹ کی گئی
- جنگلات کی افادیت اور کٹائی کے نقصان
- سیڈ بینک
- پی کے ایم ٹی ششماہی سرگرمیاں (جنوری تا جون 2014)

پاکستان کسان مزدور تحریک نیوز لیٹر روٹس فار ایکوٹی (Roots for Equity) نے میزیریور کے تعاون سے شائع کیا ہے۔

سیکریٹیٹ: اے-1، فرسٹ فلور، بلاک 2، گلشن اقبال، کراچی۔ فون/فیکس: 3320 3481 21 92+ فیکس: 3321 3481 21 92+ ای میل: roots@super.net.pk

پی کے ایم ٹی کا چھٹا سالانہ اجلاس، 2013

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) کا چھٹا سالانہ اجلاس رینیول سینٹر، لاہور میں 16-15 دسمبر، 2013 کو منعقد ہوا۔ جس میں تحریک کے تمام رابطہ کاروں، چھوٹے اور بے زمین کسانوں اور مزدوروں نے شرکت کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض پی کے ایم ٹی صوبہ پنجاب کے صوبائی رابطہ کار ظہور جوئیہ اور ولی حیدر نے ادا کیے۔ شرکاء کو پی کے ایم ٹی کے مرکزی رابطہ کار راجہ مجیب اور روٹس کی چیئر پرسن نوین حیدر نے خوش آمدید کہا۔

پی کے ایم ٹی کے مرکزی کور گروپ کے فیصلے کے تحت چھٹے سالانہ اجلاس سے ایک ایوارڈ دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ جس کے تحت ایسے افراد یا ادارے جو حقیقی عوامی آگہی اور ترقی کے لیے شعور پھیلانے میں مصروف عمل ہیں ان کی خدمات کا اعتراف کیا جائے۔ اسی حوالے سے معروف تاریخ دان ڈاکٹر مبارک علی کو پہلا پی کے ایم ٹی ایوارڈ 2013 دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ ڈاکٹر مبارک علی ناسازی طبیعت کے باعث تقریب میں شرکت نہیں کر سکے۔ ان کی غیر موجودگی میں ان کی قریبی ساتھی ڈاکٹر روبینہ سہگل نے ان کا ایوارڈ وصول کیا۔

پی کے ایم ٹی کے چھٹے سالانہ اجلاس کے موقع پر لی گئی تصویر

اس کے علاوہ ایشین پیزنٹ کولیشن (Asian Peasent Collation) کی جانب سے اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کے حوالے سے برآعظم ایشیاء کے دس کسانوں کو ایوارڈ دیا گیا۔ پاکستان سے پی کے ایم ٹی کے دو رکن الوبھیل اور ناصر خان ان دس ایوارڈ یافتہ اراکین میں شامل ہیں۔ ایوارڈ دینے کی تقریب انڈونیشیاء کے شہر بالی میں ہوئی جس میں الوبھیل اور ناصر خان کو ایوارڈ سے نوازا گیا۔ پی کے ایم ٹی کی جانب سے بھی اپنے ان کسان اراکین کو ایوارڈ سے نوازا گیا۔ اس موقع پر ناصر خان نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں پی کے ایم ٹی کا حصہ بننے سے پہلے بھی روایتی کاشتکاری کو اپنائے ہوئے تھا۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے اس ایوارڈ سے نوازا گیا۔ میں چھوٹی سی زمین پر روایتی کھیتی باڑی کرکے فصل اور سبزیاں اگاتا ہوں اور میں ہمیشہ بیجوں کو محفوظ کرتا ہوں کبھی بازار سے نہیں خریدتا۔

''ڈبلیو ٹی او: سامراجیت کا ہتھیار'' کے موضوع پر بات کرتے ہوئے ڈاکٹر عذرا طلعت سعید نے کہا کہ ڈبلیو ٹی او کے تقریبا 60 معاہدے ہیں۔ گو کہ سارے ہی عوام دشمن ہیں لیکن کچھ خاص معاہدے ایسے ہیں جو ہمارے کسانوں کے لیے شدید نقصان دہ ہیں۔ ان میں گیٹس (GATs)، عالمی معاہدہ برائے زراعت (AoA)، ذہنی ملکیت کا معاہدہ (TRIPs) شامل ہیں۔ ڈبلیو ٹی او تجارت کے لیے قوانین بناتا ہے۔ یہاں سوال یہ ہے کہ تجارت کون کرتا ہے؟ تجارت کرنے کے لیے سرمایہ درکار ہوتا ہے۔ ہمارے مزدور اور کسان بڑے پیمانے پر تجارت نہیں کر سکتے۔ اصل تجارت ہماری حکومت اور ملٹی نیشنل کمپنیاں کرتی ہیں۔ کمپنیاں بیک وقت کئی ملکوں میں تجارت کرسکتی ہیں۔

اس حوالے سے چند شعبہ جات کا جائزہ لیں مثلاً زہریلی ادویات، تیار کھانے، کھاد اور بیج تو معلوم ہوتا ہے کہ ڈبلیو ٹی او کا معاہدہ بڑے صنعتی ممالک اور ان کی بڑی کمپنیوں کے مفاد کے تحفظ کے لیے بنایا گیا ہے۔

ڈبلیو ٹی او کے نویں وزارتی اجلاس 2013 کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر عذرا نے کہا کہ اس اجلاس میں مزدوروں، کسانوں پسماندہ طبقوں کی بہت بڑی شکست ہوئی ہے۔ 1999 میں ڈبلیو ٹی او کے تیسرے اجلاس میں مزدوروں نے ایسا منہ توڑ جواب دیا تھا کہ 2013 تک ڈبلیو ٹی او لڑکھڑاتا رہا۔ ڈبلیو ٹی او کو پھر سے بہت طاقت حاصل ہوئی ہے۔ جس کا مزدوروں کی زندگی پر برا اثر پڑے گا۔ ڈبلیو ٹی او نے ہمارے لیے بھوک، اجرت میں کمی اور بیروزگاری کے مزید راستے کھول دیے ہیں۔ امریکہ اور دیگر سرمایہ دار ملکوں کو اپنی منڈی کے لیے راستہ چاہیے تھا اس لیے ہر قیمت پر اس اجلاس کو کامیاب بنانا تھا اور انھوں نے بنایا۔ جو شرائط انھوں نے رکھی وہ دیگر حکومتوں کے ساتھ ساتھ پاکستان نے بھی منظور کرلیں۔

لوک سجاگ کے طاہر مہدی نے عالمگیریت کے اثرات پر بات کرتے ہوئے کہا کہ پنجاب میں دودھ بنیادی خوارک کے طور پر استعمال ہوتا تھا اور اس کو فروخت کرنا گناہ سمجھا جاتا تھا۔ جب بڑی بڑی شہری آبادیاں بنی تو اس کی طلب بڑھ گئی۔ مختلف وجوہات کی بناء پر دودھ گاؤں کی سطح تک محدود تھا۔ 1990 کے عشرے میں بڑی بڑی کمپنیاں منڈیوں میں گئیں اور انھوں نے بہت

بڑا نظام وضع کیا۔ دودھ کو ٹھنڈا رکھنے کے لیے کولڈ اسٹوریج بنائے۔ اب ہر گاؤں کے لیے دودھ فروخت کرنا آسان ہوگیا۔ مقامی پاکستانی کمپنیاں یہ کام نہیں کر سکتی ہیں کیونکہ اتنے بڑے سرمائے تک ان کی رسائی نہیں۔ عالمگیریت نے بڑی کمپنیوں کے لیے آسانیاں پیدا کی ہیں۔

معروف تعلیم دان ڈاکٹر روبینہ سہگل نے ''عالمگیریت پھیلانے میں ڈبلیو ٹی او کے مدد گار ادارے'' کے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ میں کوشش کروں گی کہ اقوام متحدہ، عالمی بینک اور عالمی مالیاتی اداروں پر تاریخی تناظر میں بات کروں تاکہ ہم سمجھ سکیں کہ سرمایہ داری نظام میں ان اداروں کو بنانے کا مقصد کیا تھا۔ سرمایہ داری نظام پانچ سو سال پرانا ہے۔ اس نظام کی بنیاد اضافی پیداوار پر ہوتی ہے۔ مثلاً ایک مزدور ہاتھ سے دن میں تین جوتے بناسکتا ہے، اگر وہ مشینوں سے کیا جائے تو ہوسکتا ہے کہ دن میں دس جوتے بناسکے مگر چونکہ مشین کسی اور کی ملکیت ہوتی ہیں، اس لیے مشین کا مالک (سرمایہ دار) مزدور کو دو یا تین جوتے کی مزدوری دیتا ہے۔ باقی سات جوتوں کی پیداوار وہ منافع کے طور پر لے لیتا ہے۔ جسے ہم استحصال کہتے ہیں۔ 1945 میں اقوام متحدہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ تاکہ وہ ممالک کے درمیان جنگوں کو روکے اور امن قائم کرے اور ملکوں کے درمیان باہمی جھگڑوں کو دور کروائے۔ اس کے علاوہ عالمی مالیاتی ادارہ (آئی ایم ایف) اور ورلڈ بینک کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ جس کا مقصد تھا کہ نظر رکھی جائے کہ کوئی ملک معاشی طور پر اس حالت پر نہ پہنچ جائے کہ وہ قرضہ واپس نہ کر سکے۔ اس کے علاوہ ایک معاہدہ انسانی حقوق کا عالمی معاہدہ عمل میں لایا گیا۔ عورتوں کے حقوق، بچوں کے حقوق، معاشی اور سیاسی حقوق کے معاہدے بھی عمل میں لائے گئے۔

''پاکستان میں نجکاری اور آزاد تجارت'' سے عام زندگی پر اثرات کے موضوع پر بات کرتے ہوئے آصف خان نے کہا کہ سرمایہ داری نظام ظلم پر مبنی ہے، جس کا مقصد عام انسان کی فلاح نہیں ہے بلکہ زیادہ سے زیادہ منافع کا حصول ہے۔ سرمایہ دار کو منافع اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب عام انسان، کسان اور مزدور کا استحصال ہوتا ہے۔ اس نظام کی پائیداری اور دنیا کے تمام وسائل پر قبضہ کے لیے سرمایہ دار حکومتیں اور ان کی کمپنیاں مل کر ایسے قوانین، اصول اور ضابطے بنا رہی ہیں جس سے ان کا مفاد پورا ہو۔

پی کے ایم ٹی کے سینئر رکن علی اکبر نے صنعتی مزدوروں کی یونین کے ماضی اور حال کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ جہاں تک مزدوروں کی جدوجہد کی بات ہے تو ہماری بدقسمتی ہے کہ دنیا صنعتی دور سے گزر بھی گئی، لیکن ہمارے ملک میں صنعتی دور آیا ہی نہیں۔ صنعتوں کے حوالے سے کوئی قابل ذکر پیش رفت نہیں ہوئی۔ ایوب خان سے ضیاء دور حکومت تک امریکی براہ راست، ٹریڈ یونین میں مداخلت کرتے رہے۔ عالمی طور پر بھی ایک فیڈریشن وجود میں لائی گئی۔ ان تمام عوامل سے پاکستان میں مزدور تحریکوں کو تقسیم کیا گیا جس کی وجہ سے مزدور یونین کمزور ہوئیں۔

چھوٹے کسانوں کی آپ بیتی پر بات کرتے ہوئے پی کے ایم ٹی ملتان کے چاچا اصغر نے کہا کہ مشینی زراعت کے باوجود پاکستان میں آج بھی کپاس کی چنائی کی مشینیں موجود نہیں ہیں۔ کپاس کی چنائی میں ہماری عورتوں کا حصہ زیادہ ہوتا ہے۔ وہ صبح سویرے کپاس کی چنائی کے لیے گھر سے نکلتی ہیں جس کا معاوضہ برائے نام دیا جاتا ہے۔ یہ جاگیردار اور سرمایہ دار ہمیں لوٹ کر کھا رہے ہیں اور ہمیں غلط فہمی ہے کہ ہمارے حکمران ہماری بھلائی کا سوچیں گے۔ ہمیں مل بیٹھ کر اس تنظیم یعنی پی کے ایم ٹی کو مضبوط کرنا ہے۔ پی کے ایم ٹی کے عبد الخالق نے بلوچستان کی صورت حال پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا۔ ماضی میں بلوچستان میں سیاسی ابتری کی وجہ سے آج بھی یہاں کی کثیر آبادی تعلیم سے محروم ہے۔ انسان اور جانور ایک ہی جوہڑ میں پانی پینے پر مجبور ہیں۔ ایک سروے کے مطابق صوبہ بلوچستان میں سوائے کوئٹہ کے باقی تمام اضلاع کے لوگ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ بلوچستان میں کھیتی باڑی کا انحصار صرف بارشوں پر ہے۔ لیکن بدقسمتی سے پچھلے عشروں میں بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے صوبہ قحط سالی کا شکار ہے۔ جس کی وجہ سے زراعت اور مال مویشی پر انتہائی برے اثرات مرتب ہورہے ہیں۔

پی کے ایم ٹی سندھ کے صوبائی رابطہ کار الو ایوارڈ لیتے ہوئے

پی کے ایم ٹی کے مرکزی رابطہ کار راجہ مجیب نے ''ڈبلیو ٹی او کے کسانوں پر اثرات'' پر بات کرتے ہوئے کہا کہ ''کسانوں کا قاتل ڈبلیو ٹی او'' یہ نعرہ ایسے ہی سامنے نہیں آیا بلکہ یہ بہت بڑی قربانی کے نتیجے میں سامنے آیا ہے۔ ہندوستان میں کمپنیوں کے ہاتھوں مقروض ہوکر ڈھائی لاکھ کسانوں نے اپنی زندگی ختم کرلی۔ ہمارے ملک میں بھی کسان خودکشی کر رہے ہیں۔ جو آگ ایک کونے میں جل رہی ہے بڑھتے بڑھتے ہمارے گھروں تک پہنچ رہی ہے۔ ہم اس کی تپش کو محسوس کررہے ہیں۔

''آزاد تجارتی پالیسیوں کے موجودہ دور میں اثرات'' کے موضوع پر پی کے ایم ٹی خیبر پختون خواہ (KPK) کے صوبائی رابطہ کار طارق محمود نے کہا کہ تجارت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک مصنوعات اور دوسری خدمات کی تجارت۔ پہلی دنیا مصنوعات اور خدمات دونوں شعبوں میں آگے نظر آتی ہے۔ اس کے علاوہ تجارت کو درآمدات اور برآمدات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ جن ممالک کی برآمدات زیادہ ہوتی ہیں وہ خوشحال ممالک اور زیادہ تر پہلی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن ممالک کی درآمدات زیادہ ہوتی ہے ان ملکوں کی معیشت کمزور ہوتی ہے اور وہ زیادہ تر تیسری دنیا کے ممالک سے تعلق رکھتے ہیں۔ آزاد تجارت کا اصل مقصد تیسری دنیا کو اپنا محتاج بنانا ہے۔

''پاکستان کی بنیادی معاشی پالیسی اور نیو لبرل ازم'' پر بات کرتے ہوئے ولی حیدر نے کہا کہ آزاد تجارت کی خاص منطق ہے کہ ایسی زراعت کو فروغ دیا جائے جو صنعتی ہو جس کی بنیاد انسانوں کی کفالت کے بجائے منافع پر ہو۔ نواز شریف اور بے نظیر کے جمہوری دور میں بھی عوام اور کسان آبادیوں کی فلاح و بہبود کے لیے کوئی پائیدار اور دیرپا حکمت عملی نہیں اپنائی گئی۔

آزاد تجارت کے تحت بین الاقوامی کمپنیوں کو ٹیکس میں چھوٹ دی جاتی ہے۔ 2013 کے آخر میں پاکستان نے آئی ایم ایف سے مزید قرض لیا۔ جبکہ نواز شریف کی حکومت نے قرضے نہ لینے کا نعرہ لگایا تھا۔ جن شرائط پر قرضہ لیا گیا وہ مندرجہ ذیل ہیں:

- بجلی کے نرخ میں اضافہ۔
- زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ۔
- 31 دسمبر، 2013 تک پاکستان کے 31 قومی اداروں کی نجکاری۔

پنجاب میں پی کے ایم ٹی کا دوسرا صوبائی اجلاس

رپورٹ: آصف خان

''اپنا بیج اگائیں گے، کمپنیوں کو بھگائیں گے اور مجوزہ سیڈ ایکٹ نا منظور'' کے عنوان سے مورخہ 8 اپریل، 2014 کو پی کے ایم ٹی صوبہ پنجاب کا دوسرا صوبائی اجلاس منعقد ہوا۔

پی کے ایم ٹی پنجاب کے صوبائی رابطہ کار ظہور جوئیہ نے تمام ساتھیوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ صوفیائے کرام نے بھی مزاحمت کی تحریکیں چلائی تھی اب ہمیں بھی مزاحمت کرنی ہوگی جس کے لیے اپنے ساتھ لوگوں کو جوڑنا ہے۔ ہماری تحریک کی گاؤں اور ضلع کی سطح پر کسانوں کے ساتھ میٹنگ کا سلسلہ جاری ہے جس کی بنیاد پر آج کا موضوع منتخب کیا گیا ہے۔ بیج کا اصل وارث کسان ہے۔ سیاست کے تحت ہم سے ہمارا بیج چھینا جارہا ہے، جسے ہمیں بچانا ہوگا۔ ولی حیدر نے بات کرتے ہوئے کہا کہ سیڈ ایکٹ جو آج کا موضوع ہے اس پر ہمیں سارا سال کام کرنا پڑے گا۔ بیج کا قانون، جسے تمام سیاسی جماعتوں نے خوش آمدید کیا اور سب سے پہلے پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) کی حکومت نے KPK (کے پی کے) میں پیش کیا۔ ہم اس قانون کے خلاف مزاحمت کریں گے۔

پروگرام کے مطابق صوبہ بھر کے ضلعی رابطہ کاروں نے اپنی اپنی ضلعی سرگرمیوں کی رپورٹ ایوان میں پیش کی، جس میں بتایا گیا کہ کسان آگہی پروگرام، اپنا بیج بچاؤ مہم، ضلعی اجلاس و دیگر سرگرمیاں باقائدگی سے سرانجام دی جارہی ہیں۔ مجموعی طور پر کسانوں کی صورت حال بہتر نہیں ہے، اس وقت جو کاشت کاری ہو رہی ہے اس میں خرچہ زیادہ اور آمدنی کم ہے۔ جس کی وجہ سے زیادہ تر کسان کاشت کاری چھوڑ کر یومیہ مزدوری کرنے پر مجبور ہیں۔ کسانوں کی اس صورتحال کو بدلنا ہمارا فرض ہے۔

پی کے ایم ٹی پنجاب کے صوبائی رابطہ کار ظہور جوئیہ نے صوبائی رپورٹ پیش کی۔ پی کے ایم ٹی ہری پور ضلعی رابطہ کار سے رحم نواز نے بات کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے سیڈ ایکٹ کے خلاف پشاور میں پریس کانفرنس کی، اس کے علاوہ صوبائی اسمبلی کے اراکین سے سیڈ ایکٹ پر بھی بات کی ہے۔ مرکزی رابطہ کار راجہ مجیب نے پی کے ایم ٹی کا تفصیلی تعارف پیش کیا اور کہا کہ کسان کی خود مختاری اور جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ، ماحول کا تحفظ، عورتوں کو برابری کے حقوق، پائیدار زراعت پی کے ایم ٹی کی جدوجہد کے بنیادی نکات ہیں۔ ہم کسی کے منہ سے نوالہ چھیننے کی بات نہیں کرتے، لیکن یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جو اگائے اس کے بچے بھوکے ہوں اور مالک عیش کرے۔ اس کے بعد پی کے ایم ٹی سندھ کے ساتھی علی نواز جلبانی نے نئے بیج اور کیمیائی کھاد کے نقصانات اور دیسی بیج کے فوائد پر بات کرتے ہوئے کہا کہ کھاد اتنی زیادہ مہنگی ہونے کے باوجود بھی کسانوں کو نہیں مل رہی ہے۔ اسی طرح جب بیج بھی کمپنیوں

پی کے ایم ٹی پنجاب کے دوسرے صوبائی اجلاس کے موقع پر لی گئی تصویر

کے ہاتھ میں چلے جائیں گے تو ہم مکمل غلام ہو جائیں گے۔ روٹس فار ایکوٹی کے نوید احمد نے دیسی بیج کے فروغ کے حوالے سے تفصیلی رپورٹ ایوان میں پیش کی۔

سیڈ ایکٹ (بیج کا قانون) پر بات کرتے ہوئے ڈاکٹر عذرا طلعت سعید نے کہا کہ سیڈ ایکٹ کے تحت آپ کسی اور کمپنی کا بیج اپنے سے نہیں بیچ سکتے جیسے کہ مقامی کمپنیاں کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ اس قانون کے تحت آپ کو بیج کی رجسٹریشن کروانی ہوگی۔ اگر آپ نے بیج کو بڑھانا ہے تو جس جگہ بیج اگایا جارہا ہے اس جگہ کی بھی رجسٹریشن کروانی ہوگی۔ مجموعی طور پر کسان کو چار مختلف طرح کی رجسٹریشن کروانا ہوں گی۔ ساتھ فیس بھی ادا کرنی ہوگی جو ہر 3 سے 5 سال بعد دوبارہ دینی ہوگی۔ اس قانون کے تحت آپ کسی اور کا بیج لگاتے ہوئے پائے گئے تو آپ کے خلاف قانونی کاروائی ہوگی۔ اجلاس کے بعد شرکاء نے پنجاب اسمبلی بلڈنگ کے باہر مجوزہ پنجاب سیڈ ایکٹ کے خلاف بھرپور مظاہرہ کیا۔

سندھ میں پی کے ایم ٹی کا دوسرا صوبائی اجلاس

رپورٹ: مصطفٰی عقیل

''اپنا بیج اگائیں گے، کمپنیوں کو بھگائیں گے، مجوزہ سیڈ ایکٹ نا منظور'' کے عنوان سے مورخہ 15 جون، 2014 کو سکھر میں پی کے ایم ٹی صوبہ سندھ کا دوسرا صوبائی اجلاس منعقد ہوا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض پی کے ایم ٹی شکارپور کے رکن حاکم گل اور گھوٹکی سے علی نواز جلبانی نے ادا کیے۔ خیرپور کے ساتھیوں نے ہائبریڈ بیج کے حوالے سے ایک خاکہ پیش کیا۔ جس میں ہائبریڈ بیج فروخت کرنے والی کمپنیوں کے نمائندوں کی اپنی مصنوعات بیچنے کے لیے چالاکی اور ہوشیاری کے ساتھ ساتھ ہائبریڈ بیج کے نقصانات کو بھی دیکھایا گیا۔

پی کے ایم ٹی کے مرکزی رابطہ کار راجہ مجیب نے پی کے ایم ٹی کا تفصیلی تعارف اور تنظیم کے وجود میں آنے کی وجوہات بتائیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم ایسی زراعت کا نظام چاہتے ہیں جو صرف کسانوں کے حقوق کو اول سمجھے۔ جس کے لیے ہم سب کو اتفاق و اتحاد سے آگے بڑھنا ہوگا۔ روٹس فار ایکوٹی کی ثناء شریف نے دنیا کے موجودہ دو بحرانوں، دولت کی انتہائی غیر منصفانہ تقسیم اور شدید موسمی بحران پر بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کے وجہ سے امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ دوسری جانب موسمی بحران کی وجہ سے بھی تباہ کاریوں کا سلسلہ جاری ہے۔ ان موسمی تبدیلیوں کے اصل ذمہ دار امیر صنعتی ممالک ہیں جس کی سزا غریب ملکوں کو قدرتی آفات کی شکل میں بھگتنا پڑ رہی ہیں۔ انہوں نے انصاف پر مبنی ترقی پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اس وقت دنیا کے 25 فیصد لوگ 75 فیصد وسائل استعمال کر رہے ہیں جبکہ دوسری طرف ایک کثیر آبادی بھوک و افلاس کی زندگی گزار رہی ہے۔

پروگرام کے مطابق صوبے کے ضلعی رابطہ کار نے اپنے اپنے اضلاع کی سالانہ رپورٹ ایوان میں پیش کی۔ روٹس فار ایکوٹی کے مصطفٰی عقیل نے سندھ میں زمینوں پر قبضے کے حوالے سے کیس اسٹڈی پیش کرتے ہوئے دبئی کی ایک کمپنی الدہرہ کے سندھ میں اجارداری کو بیان کیا۔

پنجاب کے صوبائی رابطہ کار ظہور جوئیہ نے بات کرتے ہوئے کہا کہ پنجاب میں پانی پر سیاست ہوتی ہے۔ پنجاب میں میٹرو بس کی نہیں کسانوں کو انصاف اور برابری کی ضرورت ہے۔ سندھ میں کسانوں کے حقوق کے لیے بہت جدوجہد ہوا کرتی تھی جواب کم ہوگئی ہے اس کو تیز کرنے کی ضرورت ہے۔ مہمان مقرر مہدی شاہ نے ہائبریڈ بیج کی تاریخ کے بارے میں بتایا۔ سندھ میں 1600 میں بھی چاول کاشت ہوتے تھے۔ سب سے پہلے ایسٹ انڈیا نامی کمپنی آئی اور اپنا کاروبار شروع کر کے لوگوں کو اپنا غلام بنایا۔

پی کے ایم ٹی کے سیکریٹری ولی حیدر نے کہا کہ صوبہ خیبر پختون خواہ کی حکومت نے بیج کا قانون سیڈ ایکٹ پیش کیا ہے جس کے مطابق صرف اور صرف وہی لوگ بیج فروخت کر سکتے ہیں جن کے پاس اجازت نامہ یا سرکاری سند ہوگی۔ انصاف کے نام پر بننے والی پارٹی نے مجوزہ سیڈ ایکٹ کے پی کے اسمبلی میں پیش کر کے بہت بڑی نا انصافی کی ہے۔

پی کے ایم ٹی سندھ کے دوسرے صوبائی اجلاس کے موقع پر لی گئی تصویر

تھر میں قحط سے بچوں کی اموات پر پی کے ایم ٹی کی پریس کانفرنس

تھر میں غذائی کمی سے بچوں کی اموات ایک بڑا سانحہ ہے۔ سانحہ سے بچوں کی اموات کی اصل تعداد یقین سے نہیں کہی جاسکتی لیکن کم سے کم 200 سے زائد بچے موت کا شکار ہوگئے ہیں۔ تھر پارکر کے دور دراز کے دیہی علاقوں میں درست حالات کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ چیف جسٹس تصدق حسین جیلانی نے اس سانحے کو پاکستان کے آئین کے آرٹیکل نمبر9 کی خلاف ورزی قرار دیا ہے۔ سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مقبول باقر نے بھی از خود نوٹس لیا۔ حکومتی سطح پر کچھ اقدامات کیے گئے مثلاً خشک سالی سے متاثرہ علاقوں میں فوجی امداد بھیجی گئی، حکومت کی طرف سے امدادی پیکیج کا اعلان کیا گیا اور گندم کی ترسیل کے لیے احکامات بھی جاری کیے گئے۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس سانحہ سے تھر کی عوام کو مکمل طور پر بچایا جاسکتا تھا۔ حکومت سندھ کا اپنی غفلت قبول نہ کرنا شرمناک عمل ہے۔ اس میں شک نہیں کہ خشک سالی سے جانوروں کے چارے میں کمی ہوگئی تھی اور جانوروں کی اموات کی خبریں متواتر آرہی تھیں۔ تھر کے باسیوں کی بقاء کے لیے مال مویشی انتہائی اہم ہیں۔ خشک سالی اور خوراک میں کمی کا اچانک رونما ہونے والے حادثات نہیں ہیں۔ ان کے حل کے لیے پیشگی منصوبہ بندی کی ضرورت تھی۔

پائیدار ترقی کے حوالے سے سکھر پریس کلب کے باہر پی کے ایم ٹی کے کارکنان مظاہرہ کرتے ہوئے

حکومت سندھ کا دعویٰ ہے کہ صوبے میں قحط نہیں بلکہ ان کا کہنا ہے کہ غذائی بحران کا سبب خشک سالی ہے۔ حکومت اس بات کو رد کرتی ہے کہ بچوں کی اموات کی اصل وجہ غذائی کمی ہے۔ اس کے مطابق بچوں کی اموات کی وجہ نمونیہ اور دیگر بیماریاں ہیں۔ خوراک کے عالمی پروگرام (ورلڈ فوڈ پروگرام) کے مطابق تھرپارکر پاکستان کے 120 اضلاع میں سب سے زیادہ غذائی بحران کا شکار ضلع ہے۔ لہٰذا یہ بجا طور سے کہا جاسکتا ہے کہ تھر میں لوگ ناکافی غذا پر گزارہ کررہے ہیں۔ ناکافی غذا پر گزارا کرنے والی ماؤں کے بچوں میں قوت مدافعت بہت کم ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ باآسانی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تھر پارکر میں بچوں کی اموات کی بڑی وجہ غذائی کمی ہے۔

ملک پے درپے بحرانوں کا شکار ہے جن میں سب سے اہم پانی کی خطرناک حد تک کمی، غذائی عدم تحفظ اور موسمی تبدیلی ہے۔ پی کے ایم ٹی یقین رکھتی ہے کہ اس سانحے کی اصل وجہ وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم ہے۔ جہاں سب سے کمزور اور نچلے طبقے کی پیداواری وسائل تک رسائی نہ ہو وہاں لوگ روزگار سے محروم رہ جاتے ہیں۔ تھر کا سانحہ ان سنگین حالات کی عکاسی کرتا ہے جس میں پاکستان کی کثیر آبادی جی رہی ہے۔

ملینیم ترقیاتی اہداف: پی کے ایم ٹی کی پریس ریلیز

عالمی ترقی اور خوشحالی کے لیے طے کردہ ملینیم ترقی اہداف (Millennium Development Goal s / MDGs) کا دورانیہ 2015 میں اختتام پزیر ہو رہا ہے مگر حقائق کے مطابق مجموعی طور پر اور خصوصاً پاکستان کے طے کیے گئے زیادہ تر اہداف حاصل نہیں کیے جا سکے ہیں، حتیٰ کہ پہلا ہدف جو کہ غربت اور بھوک کے خاتمے کے حوالے سے ہے پر بھی کوئی خاطر خواہ پیش رفت نہیں ہوسکی ہے۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اب عالمی طور پر 2015 کے بعد (Post 2015) کے لیے پائیدار ترقی کے اہداف (Sustainable Development Goals/SDGs) پر بات چیت کا آغاز شروع ہو چکا ہے۔ 2015 کے بعد پائیدار ترقی کے اہداف کے عمل میں حقیقی عوامی مشاورت کو اجاگر کرانے کے لیے 15 جون، 2014 کو سکھر پریس کلب کے سامنے پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی کے تحت ایک مظاہرہ کا اہتمام کیا گیا۔

اس وقت کرہ ارض اور اس کے باسی شدید بحرانوں کا سامنا کررہے ہیں۔ ان میں موسمی اور معاشی بحران دونوں ہی سنگین نوعیت کے ہیں۔ ان بحرانوں کی وجہ سرمایہ دارانہ نظام کی آزاد تجارت پر مبنی نیولبرل پالیساں ہیں۔ حکومتی اداروں کی نجکاری، عوامی ضروریات کی اشیاء اور خدمات کی قیمتوں میں شدید اضافہ اور غیر ملکی اشیاء و خدمات کی ملک میں عام دستیابی نے

عوام اور مزدور کے لیے بے روزگاری، مہنگائی اور بھوک کے دروازے کھول دیے ہیں۔ دوسری طرف تجارت کے غیر منصفانہ اصولوں نے امیروں کے لیے مزید دولت اکھٹا کرنے کے نت نئے مواقع فراہم کر دیے ہیں۔ ملکی و غیر ملکی سرمایہ داروں کو اپنی دولت و منافع بڑھانے کے لیے صنعتی پیداوار پر مکمل انحصار کرنا پڑتا ہے جس کے لیے ایندھن کی بے تحاشہ ضرورت پڑتی ہے اور یہی موسمی بحران کا سب سے بڑا سبب ہے۔

ان گھمبیر حالات کو بدلنے کے لیے عوام کو ایک زرین موقع نظر آرہا ہے۔ 2000 میں طے کیے جانے والی عالمی ترقی کے لیے اہداف (MDGs) کا دورانیہ 2015 میں ختم ہو جائے گا۔ اس وقت امیر اور غریب ممالک کی حکومتیں آپس میں بیٹھ کر 2015 کے بعد کے لیے عالمی ترقیاتی لائحہ عمل کے لیے مذاکرات کر رہی ہیں۔ ان مذاکرات کو ''پوسٹ 2015 پائیدار ترقی کے اہداف'' بھی کہا جاتا ہے۔

یہ وقت ہے کہ پاکستانی عوام اپنی جمہوری حکومت سے منصفانہ نظام قائم کرنے کے لیے ترقیاتی لائحہ عمل کے لیے مطالبہ کریں۔ اس نظام کے لیے ترقیاتی انصاف کا نعرہ لگایا جا رہا ہے۔ عوام کے لیے ترقیاتی انصاف کیا ہے؟

ترقیاتی انصاف ایک ایسا لائحہ عمل ہے جس کی بنیاد ناانصافیوں کے تمام ستونوں کی نفی پر ہے۔ ترقیاتی انصاف کو مندرجہ ذیل بیان کیا گیا ہے۔

- ترقیاتی انصاف دولت کی منصفانہ اور مساویانہ تقسیم ہے۔
- ترقیاتی انصاف عورتوں کے حقوق کا مکمل تحفظ ہے۔
- ترقیاتی انصاف زمین کی مساوی تقسیم ہے۔
- ترقیاتی انصاف خوراک کی خودمختاری ہے۔
- ترقیاتی انصاف آسودہ روزگار کی ضمانت ہے۔
- ترقیاتی انصاف بیج کسانوں کی مشترکہ ملکیت ہے۔
- ترقیاتی انصاف ماحولیات کی بقاء ہے۔
- ترقیاتی انصاف عوام کی فیصلہ سازی میں خودمختاری اور سرکار کی عوام کے آگے جوابدہی ہے۔

ترقیاتی انصاف دولت، طاقت اور وسائل کی منصفانہ تقسیم ہے !

ضلع مانسہرہ کے پی کے میں بارشوں اور ژالہ باری سے تباہ کاریاں

رپورٹ: رحم نواز

16 مئی، 2014 کو مانسہرہ میں ہونے والی بارش، ژالہ باری اور شدید طوفان نے کسانوں کے کھیت اجاڑ دیے۔ ضلع مانسہرہ کے پی کے ایم ٹی کے ضلعی رابطہ کار نے صوبائی رابطہ کار سے رابطہ کرکے بتایا کہ ضلع مانسہرہ میں شدید ژالہ باری سے فصلیں اور سبزیاں تباہ ہوگئیں ہیں۔ اس پر صوبائی رابطہ کار طارق محمود نے ہری پور کے ساتھیوں اور روٹس فار ایکوٹی کے نمائندوں سے رابطہ کیا اور تین افراد پر مشتمل ایک ٹیم طوفان سے ہونے والی تباہ کاریوں کا جائزہ لینے کے لیے مانسہرہ بھیجی۔

جائزہ ٹیم نے سب سے پہلے ضلع مانسہرہ کی یونین کونسل بیالی کے مختلف گاؤں کا دورہ کیا جن میں اوگرا، بھال ڈھیری، کھلی کھٹی، ڈھن، پوٹھ شامل تھے۔ اس موقع پر ضلع مانسہرہ کے پی کے ایم ٹی کے ضلعی رابطہ کار اور کارکنان بھی ساتھ تھے۔ مقامی لوگوں نے بتایا کہ ایک گھنٹہ تک جاری شدید ژالہ باری میں تقریباً ایک کلو وزن برف کے گولے آسمان سے گرے۔ یونین کونسل بیالی میں اس طوفان کی وجہ سے 90 فیصد گندم کی فصل تباہ ہوگئی۔ اس یونین کونسل میں 200 کنال پر ٹماٹر اور مختلف اقسام کی سبزیاں کاشت ہوتی ہیں، پیاز کی فصل کو 60 فیصد نقصان پہنچا جبکہ تمباکو کی فصل تباہ ہوگئی۔ شکستہ دل کسانوں نے بتایا کہ ہماری شاندار فصلیں ژالہ باری سے تباہ ہوگئیں اب کھیتوں میں جانے کو دل نہیں کرتا اور نہ گندم کے بچے ہوئے خالی تنکوں کو کاٹنے کا۔ اپنی تباہ شدہ فصل دیکھ کر ایک کسان عورت پر دل کا دورہ پڑا۔ اس کی حالت تشویشناک بتائی جاتی ہے۔

پی کے ایم ٹی کی جائزہ ٹیم کو ہری پور کے کارکن عبدالرشید نے بتایا کہ جس کھیت میں گندم کا بیج دیسی تھا اس کو کم نقصان ہوا اور جس کھیت میں بازار کا بیج (ہائبرڈ بیج) لگا ہوا تھا اسے زیادہ نقصان ہوا۔ پوچھنے پر انہوں نے

مانسہرہ میں ژالہ باری سے تباہی کا ایک منظر

دو کھیت دکھائے۔ دونوں کھیت ساتھ ساتھ تھے لیکن دیسی بیج سے بوئے گئے کھیت کو نقصان کم ہوا تھا جبکہ دوسرا کھیت جس پر ہائبرڈ بیج لگایا گیا تھا تباہ ہو چکا تھا۔ عبد الرشید نے بتایا کہ دیسی گندم کا دانہ تین، چار تہہ کے اندر ہوتا ہے اس لیے اس کو کم نقصان پہنچا جبکہ بازار کے بیج کے دانے کے اوپر ایک ہی تہہ ہوتی ہے، یعنی ایک تہہ کے اندر دانہ ہوتا ہے اس لیے بازار کے بیج والی فصل تباہ ہوگئی دونوں گندم کے مسوں کو کھول کر دیکھنے پر یہ فرق واضع نظر آیا۔

مانسہرہ پی کے ایم ٹی کے ساتھیوں نے ضلع مانسہرہ کے ڈی سی کو ہونے والے نقصانات کے ازالے کے لیے درخواست دی ہے۔ کسانوں نے بتایا کہ ڈی سی نے ہر ممکن مدد کی یقین دہانی کرائی ہے پٹواری کو حکم دیا ہے کہ وہ وقوعہ پر جا کے نقصانات کا اندازہ لگائے۔ کسانوں نے بتایا کہ ایک دن بعد پٹواری آئے گا ہمارے نقصانات کا حساب لگا کر متعلقہ محکمے کو دے گا۔ پی کے ایم ٹی کی ٹیم نے مقامی لوگوں کے ہمراہ علاقہ کے ناظم، سلامت شاہ سے بھی ملاقات کی۔ ناظم نے ہر ممکن مدد کا وعدہ کیا ہے۔ ناظم سلامت کے کیپٹن صفدر ایم این اے (MNA) کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔ سلامت شاہ نے کہا کہ کیپٹن صفدر سے بات کر کے ان لوگوں کی ملاقات کروانے کی کوشش کی جائے گی تاکہ ان کی مدد ہو سکے۔ یہاں یہ بتانا بہت ضروری ہے کہ ڈی سی کے نمائندوں نے کہا کہ ہم چند لوگوں کا مسئلہ حل کر دیتے ہیں اور نقصان کا ازالہ کر دیتے ہیں مگر پی کے ایم ٹی کے وفد اور ہمراہ لوگوں نے کہا کہ جب تک تمام متاثر کسانوں کا مسئلہ حل نہ ہو ہم کوئی مدد نہیں لیں گے۔

ترقی کا دوسرا رخ

علی نواز جلبانی، گھوٹکی

ہر عام و خاص اس بات پر محو گفتگو ہے کہ صنعتوں کے قیام سے ترقی کا انقلاب برپا ہوگیا ہے، بہت خوشحالی آگئی ہے، بہت سی مشکلات سے چھٹکارا مل گیا ہے، بے روزگاری میں کمی آگئی ہے وغیرہ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ صنعتوں کے قیام سے ہماری روزمرہ استعمال میں آنے ولی اشیاء کی آسانی پیدا ہوئی، آمد و رفت و تعمیرات کا کام آسان ہوا، کچھ لوگوں کو روزگار بھی میسر ہوا، رابطوں کے سلسلے تیز ہوئے لیکن یہ کہنا کہ اس سے ترقی ہوگئی ہے اور خوشحالی آگئی ہے یہ ٹھیک نہیں ہوگا، یہ تصویر کا ایک رخ ہے، ان ہی صنعتوں کی وجہ سے ہماری زندگیوں پر جو برا اثر پڑ رہا ہے اس کو جاننا اور نظر میں رکھنا ضروری ہے۔

ضلع گھوٹکی صوبہ سندھ کا وہ ضلع ہے جس کی سرحد صوبہ پنجاب کے ضلع رحیم یار خان سے ملتی ہیں اور پنجاب صنعتی اعتبار سے باقی صوبوں سے بالا تر ہے، ان صنعتوں کا زہر آلود پانی مختلف نالوں اور چینلز کے ذریعے بہہ کر سندھ کی سرحد تک پہنچتا ہے۔ پنجاب میں اس کے لیے نالے بنائے گئے ہیں اور یہ سلسلہ رحیم یار خان کے ریگستانی علاقوں میں ختم ہوجاتا ہے، جہاں سے سندھ کا سرحدی علاقہ شروع ہوتا ہے۔ اطلاعات کے مطابق حکومت سندھ نے پنجاب حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اس زہر آلود پانی کو سمندر تک لے جانے کے لیے سیمنٹ سے پکا نالا تعمیر کیا جائے لیکن پنجاب حکومت اس کے لیے تیار نہ ہوئی جس پر سندھ حکومت نے پانی کو سندھ میں نہ چھوڑنے مطالبہ کیا۔ پنجاب حکومت نے سندھ کی سرحد سے کچھ سو فٹ دور پنجاب کی حدود میں ریت کا بند بنا کر ایک بہت بڑے علاقے میں پانی کو چھوڑ دیا اور کہا کہ ہم اپنے علاقے میں پانی چھوڑ رہے ہیں۔ نالوں سے پانی کے اخراج کے لیے 12 فٹ چوڑائی کے کئی ٹربائین نما پائپ لگائے گئے ہیں جو کہ ہر وقت بہت تیزی سے چل رہے ہیں۔ ان کی دیکھ بھال کے لیے رینجرز تعینات کیے گئے ہیں۔ ان حدود میں عام آدمی کا داخلہ ممنوع ہے۔

ریگستانی علاقہ ہونے کی وجہ سے پانی اندر ہی اندر سے اپنا راستہ بناتا ہوا سندھ کے علاقوں میں داخل ہوگیا ہے اور 12 کلومیٹر کی چوڑائی میں پھیل کر ایک بہت بڑے دلدل کی شکل اختیار کرلی ہے۔ اس پانی نے ریگستانی علاقے میں خود ساختہ راستہ بنا لیا ہے اور آگے چل کر ایک نالے کی صورت اختیار کرلی ہے۔ گھوٹکی کی تحصیل ڈہرکی میں داخل ہونے والا یہ زہر آلود پانی اس وقت تحصیل خان گڑھ کے علاقے سردار گڑھ سے آگے سفر کرتا ہوا گھوٹکی کی اندازاً 50 ہزار ایکڑ سے زائد زمین کو برباد کرکے اب سکھر اور خیر پور اضلاع کی حدود میں داخل ہوگیا ہے۔ ڈہرکی میں جہاں یہ پانی داخل ہو رہا ہے وہاں سیکڑوں گھروں اور کئی دیہاتوں کی زمینیں بنجر ہوگئی ہیں، انسانوں اور مویشیوں میں مختلف بیماریوں اور اموات کی وجہ سے لوگ نقل مکانی کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ گزشتہ 24 سالوں سے پانی اسی طرح تباہی پھیلاتا ہوا رواں دواں ہے اور حکومتیں اس کے حل کے لیے ایک بار بھی سوچنے کے لیے تیار نہیں ہیں، کیونکہ اس پانی کی وجہ سے غریب آبادیاں متاثر ہو رہی ہیں جن کی پریشانیاں ختم کرنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کے پاس وقت نہیں ہے۔

زمین فوجیوں کو الاٹ کی گئی

رپورٹ: رحیم بخش

سکھر کی تحصیل صالح پٹ میں انگریزوں کی طرف سے جاگیریں تحفے میں دی گئی تھیں، جن میں سید، میر، ٹالپر و دیگر شامل تھے۔ پاکستان بننے کے بعد ایوب خان اور ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں جاگیرداری نظام کو ختم کرنے کی کوشش کی

گئی جس کی جاگیرداروں کی طرف سے سخت مخالفت کی گئی۔ نواز شریف اور بے نظیر بھٹو کے ادوار میں جاگیرداروں نے ہوشیاری سے زمینوں کی ملکیت اپنے نوکروں اور عزیزوں کے نام کروالیا۔ بے نظیر بھٹو کے دور میں تحصیل روہڑی، پنو عاقل اور صالح پٹ میں غریب کسانوں کو کاغذات میں تو زمین الاٹ کی گئی بعد میں ان کسانوں سے نا انصافی کی گئی، جاگیرداروں نے ان غریب کسانوں کی الاٹ کی گئی، زمین کا ریکارڈ بھی تبدیل کرکے اپنے نام پر کرلیا۔ جس میں اہم کردار پٹواری، تپے دار (تحصیل دار)، مختیار کار اور ایس ڈی ایم نے ادا کیا۔ غریب کسانوں کی کوئی بھی سننے والا نہیں، تحصیل صالح پٹ میں فوجیوں نے 1995 کے بعد مشرق کی طرف چھاؤنی کے نام پر زمینوں پر قبضہ کرلیا، دوسری جانب شہید فوجیوں کو زمین دی جا رہی ہیں، دیہہ لولی میں فوجیوں نے سابق ایم پی اے کی مدد سے 3,500 ایکڑ زمین پر قبضہ کرلیا ہے، دیہہ سونہری میں 2,200 ایکڑ، دیہہ ٹوریوں میں 800 ایکڑ، دیہہ اوکھری میں 2,500، دیہہ سونہارو میں 2,500 ایکڑ پر قبضہ کیا گیا ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ غریب کسانوں سے زمین چھینی جا رہی ہے، ان کا حق غضب کیا جا رہا ہے، نارا کینال سے واٹر چینل RD 171 دیہہ 5 میں غریب دیہاتیوں کا گاؤں، ایک تاریخی قبرستان پر فوجی قابض ہوگئے ہیں۔ اب کئی کسانوں پر FIR درج کروائے جا رہے ہیں۔ جس کے نتیجے میں جگن بھمبرو گاؤں سے 5-6 گھرانے نقل مکانی کرکے ابراہیم بھمبرو گاؤں چلے گئے اور دیہہ لولی سے بھی 5-6 گھرانے نقل مکانی کرکے چلے گئے۔ گاؤں کے لوگوں کے پاس پہلے 25-30 اونٹ تھے لیکن اب 10 سے 15 بچے ہیں، کسانوں کے پاس پہلے تقریباً 90-100 بکریاں تھیں اب کم ہو کے صرف 10-15 رہ گئی ہیں۔ مال مویشی کم ہونے کی وجہ پانی کی کمی ہے۔

جنگلات کی افادیت اور کٹائی کے نقصانات

رپورٹ: الطاف حسین

ہر ملک کے پچیس فیصد رقبے پر جنگلات ہونے چاہئیں۔ جب کہ پاکستان میں صرف چار فیصد سے بھی کم رقبے پر جنگلات ہیں جو کہ کافی نہیں۔ جنگلات خدا تعالیٰ کے طرف سے ایک انمول تحفہ ہیں۔ جس سے بہت سی مخلوق وابسطہ ہے۔ جنگلات جنگلی حیات کا مسکن ہوتا ہے۔ جہاں ان کی افزائش نسل ہوتی ہے۔ درختوں سے پتے جھڑتے ہیں جس میں کیڑے مکوڑے پلتے ہیں۔ جو پرندوں کی مرغوب خوراک ہوتی ہے۔ درختوں کی بدولت بارش ہوتی ہے اور پانی زمین میں جذب ہوتا رہتا ہے جو سال پھر چشموں کی صورت میں بہتا ہے چرند پرند و انسان کو پینے کا پانی مہیا کرتا ہے۔ جنگلات کی بدولت دواؤں میں استعمال ہونے والی جڑی بوٹیاں اگتی ہیں جو قدرت کا انمول تحفہ ہے۔ جنگلات سے ہم تعمیراتی لکڑی اور جلانے کی لکڑی بھی حاصل کرتے ہیں۔ جنگلات دراصل زمین کا زیور ہیں۔

لیکن بدقسمتی سے دنیا بھر کے لوگ جنگلات کی افادیت سے واقف ہوتے ہوئے بھی اس کی بے دریغ کٹائی کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے جنگلی حیات کی بہت سی نسلیں ناپید ہوگئی ہیں اور ساتھ ساتھ دوائیاں بنانے والے پودے بھی ناپید ہوتے جا رہے ہیں۔ پوری دنیا میں موسموں میں تغیر بڑھتا جا رہا ہے۔ جسے گلوبل وارمنگ کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ بھی قدرت کی دی ہوئی نعمتوں کا غلط استعمال ہے۔

جنگلات کی بے دریغ کٹائی کی وجہ سے بارش کا پانی زمین جذب نہیں کرتی۔ پانی سیدھا نیچے کی طرف آتا ہے اور سیلاب کی شکل اختیار کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے چٹانے نظر آنا شروع ہو جاتی ہیں۔ جس میں نہ پھر گھاس اور نہ پودے اگتے ہیں۔ بارش کا پانی جب سیلاب کی شکل اختیار کرکے میدانوں میں آتا ہے تو اپنے ساتھ قیمتی اراضی، باغات اور کھڑی فصلیں بہا کر لے جاتا ہے۔ ہر سال موسم برسات میں اربوں روپے کا نقصان ہوتا ہے۔ جس سے مجموعی زرعی پیداوار پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ ان مسائل کی وجہ سے ہماری کسان آبادیوں کو اپنی فصلوں اور مال مویشوں سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے اور اس کی کل حیات داؤ پر آجاتی ہے۔

سیڈ بینک

رپورٹ: نوید احمد

آپ پچھلے شماروں میں 2011 سے لے کر 2013 تک روایتی یا دیسی بیجوں کو پائیدار طریقہ زراعت کے تحت محفوظ اور انہیں بڑھانے کے حوالے سے تفصیلات پڑھ چکے ہیں۔ اس شمارے میں اس سلسلے کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے بتاتے چلیں کہ 2013 میں روٹس فار ایکوٹی نے ضلع گھوٹکی میں دو ایکڑ زمین پر گندم کی مختلف اقسام کی بیج کاشت کی ہے۔ اس کھیت میں مندرجہ ذیل اقسام کی دیسی بیج کاشت کی گئی اور ان سے درج ذیل پیداوار حاصل ہوئی۔

نمبر شمار	نام قسم	وزن	پیداوار
1	وطن	ایک من	90 کلوگرام (دو من 10 کلو)
2	ستار	ایک من	60 کلوگرام (ایک من 20 کلو)
3	سندھی ٹھوڑی	ایک من 20 کلو	190 کلوگرام
4	Td-1	20 کلوگرام	65 کلوگرام

5	نصرت سکرنڈ	1200 گرام	1 کلوگرام
6	گلاب	1.150 کلوگرام	500 گرام
7	ایس کے ڈی ون	1200 گرام	600 گرام
8	مومل-2002	850 گرام	400 گرام
9	سندھن	880 گرام	500 گرام

سیڈ بینک: پائیدار زراعت کے تحت روایتی گندم کی کٹائی کے بعد کا منظر

مجموعی طور پر 10 من 20 کلوگرام گندم کی پیداوار حاصل ہوئی۔ یہاں بتانا ضروری ہے کہ اس زمین پر پہلی دفعہ روایتی طریقہ سے کاشتکاری کی گئی اور زمین بھی ہموار نہیں تھی اس لیے پیداوار توقعات کے مطابق نہیں ہوسکی۔

کسان سیڈ بینک

2013 میں سندھ اور پنجاب کے مختلف اضلاع میں کسانوں کو دیسی بیج پہنچایا گیا گیا۔ پنجاب میں سے ملتان میں 19 کسانوں کو جبکہ سندھ ضلع گھوٹکی میں 13، ضلع شکار پور میں تین، ضلع خیر پور میں دو، ضلع بدین میں ایک، ضلع سکھر میں تین کسانوں کو بیج فراہم کیا گیا تھا۔ضلع ملتان کے کسانوں کو جو بیج فراہم کیا گیا ان کی تفصیل جدول میں موجود ہے۔

نمبرشار	نام قسم	وزن (کلو)	کاشت رقبہ (ایکڑ)	پیدا وار (من)	واپس بیج (کلو)
1	سحر	50	1	23	50
2	فیصل آباد	50	1	21	50
3	سحر	50	1	22	50
4	فیصل آباد	50	1.5	24	50
5	سحر	50	1	12	50
6	فیصل آباد	40	1	6	50
7	فیصل آباد	50	1	18	50
8	سحر	50	1	21	50
9	سحر	50	1	17	50
10	سحر	50	1	20	50
11	انقلاب	50	1	16	50
12	انقلاب	50	1	12	50
13	انقلاب	50	6 کنال	25	50
14	انقلاب	50	6 کنال	25	50
15	وطن	50	1	8	50
16	انقلاب	50	1	12	50
17	سحر	50	1	18	50
18	وطن	40	1	8	40
19	سحر	40	1	12	50

مجموعی طور پر 23 من گندم کا بیج تقسیم کیا گیا جس سے 320 من پیداوار حاصل ہوئی۔

ضلع سندھ میں کسانوں کو دیسی بیج فراہم کیا گیا اور اس سے مندرجہ ذیل پیداوار حاصل ہوئی۔

نمبرشار	قسم	وزن (کلو)	کاشت رقبہ (ایکڑ)	پیداوار (من)	واپس بیج (کلو)
1	وطن	60	0.5	17 من 20 کلوگرام	60
2	وطن	60	1.5	21	60
3	وطن	60	1.5	26	60
4	ستار	60	1.5	18	60
5	سندھی ٹھوڑی	60	6 کنال	7	60
6	وطن	60	1	21	60
7	وطن	60	1	11	60
8	سندھی ٹھوڑی	60	1	21	60
9	سندھی ٹھوڑی	60	1	18	60
10	وطن	60	1	17	60
11	وطن	60	1	10	60
12	ستار	60	0.5	7	60
13	وطن	60	0.5	17	60
14	وطن	60	1	20	
15	ستار	60	1	20	60
16	وطن	60	0.5	20	60
17	ستار	60	0.5	22	60
18	وطن	60	0.5	20	60
19	ستار	60	0.5	22	60
20	ٹی ڈی ون	60	0.5	20	60
21	وطن	60	6 کنال	18	60
22	مکھن	50	6 کنال	18	50

مجموعی طور پر 33 من گندم کا بیج تقسیم کیا گیا تھا جس سے 320 من پیداوار حاصل ہوئی۔ضلع ملتان میں 13 کسانوں کو مونگی اور رواں کا بیج فراہم کیا جن کو کسانوں نے پائیدار طریقہ زراعت کے تحت کاشت کیا۔ یعنی بغیر کھاد اور اسپرے کے اس فصل کی چنائی ابھی ہورہی ہے، رواں اور مونگی کی فصل سیلاب سے پہلے تیار ہوجاتی ہے۔اس سے کسانوں نے امید ظاہر کی ہے کہ سیلاب کے دنوں میں ان کے پاس اپنی خوراک موجود ہوگی۔ زیادہ اہم نکتہ ہے کہ وہ اپنی مدد آپ کے تحت اپنے آپ کو سنبھال سکیں گے۔

پی کے ایم ٹی ششماہی سرگرمیاں (جنوری تا جون، 2014)

پی کے ایم ٹی کسانوں سے جڑے مسائل کو سمجھنے اور کسانوں کے ساتھ بات چیت کو آگے بڑھانے کے حوالے سے ملک بھر سے منتخب اضلاع میں تربیتی پرگراموں کے ساتھ ساتھ روایتی زراعت کے فوائد اور جدید زراعت کے نقصانات سے آگاہی فراہم کرنے کے لیے پورے ملک میں کسان آبادیوں کے ساتھ مشاورت کے عمل میں ہے۔ تاکہ کسان آبادیاں زراعت کے حوالے سے حکومتی اور عالمی پالیسوں کی آگہی حاصل کرسکیں اور اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کو تیز تر کرسکیں۔ جنوری تا جون، 2014 تک اس حوالے سے مندرجہ ذیل سرگرمیاں سرانجام دی گئیں:

اپنا بیج بچاؤ مہم

اپنا بیج بچاؤ مہم کے دوسرے دور میں سندھ، پنجاب اور کے پی کے کے منتخب اضلاع کے دیہاتوں میں کسان آبادیوں کے دورے کیے گئے۔ انھیں دیسی بیج اور روایتی زراعت کی اہمیت کے ساتھ ساتھ روٹس فار ایکوٹی کے تحت اضلاع میں روایتی کاشت کاری کے عملی تجربہ کے بارے میں آگاہ کیا گیا اور پی کے ایم ٹی اور اس کے مقاصد سے روشناس کرایا گیا۔اس طرح نہ صرف پی کے ایم ٹی کے بارے میں کسان آبادیوں کو معلومات حاصل ہوئیں بلکہ بہت سے کسانوں نے تحریک کے ساتھ جڑ کر جدوجہد میں شامل ہونے کی خواہش کا بھی اظہار کیا۔

عوامی آگہی پروگرام

پی کے ایم ٹی کے تحت منتخب اضلاع میں عوامی آگہی پروگرام کے لیے اجلاس کا انعقاد کیا گیا۔ ہر ضلع کے مختلف گاؤں سے 25 سے 30 کسانوں کو اکٹھا کر کے انھیں سیپ، ڈبلیوٹی او اور آئندہ کے لائحہ عمل کے علاوہ عالمی اور مقامی زرعی پالیسوں پر بات چیت ہوئی۔ خاص طور پر بیج کے قانون (سیڈ ایکٹ) کے نقصانات اور آنے والے دنوں میں کسانوں کو پیش آنے والی مشکلات کا احاطہ کیا گیا تاکہ کسان آبادیاں اس کسان دشمن قانون سازی کے خلاف جدوجہد میں شامل ہوسکیں۔

پریس کانفرنس

پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی کے تحت سیڈ ایکٹ، کے پی کے کے خلاف پشاور پریس کلب میں مورخہ 24 فروری، 2014 کو پریس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ تھر میں قحط کی صورت حال پر بھی پی کے ایم ٹی کے مرکزی رابطہ کار کے سربراہی میں سکھر پریس کلب میں 13 مارچ، 2014 کو پریس کانفرنس ہوئی جس کی تفصیل صفحہ 6 میں درج ہے۔

صحافیوں کے لیے تربیتی پروگرام

پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی کے تحت کے پی کے، پنجاب اور سندھ کے مختلف اضلاع میں صحافیوں کے لیے تربیتی پروگرام کا انعقاد کیا گیا، جس میں موجودہ پاکستانی زراعت کے معاشی اور سیاسی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ بے زمین اور چھوٹے کسانوں پر ان پالیسیوں کے اثرات پر معلومات فراہم کی گئیں تاکہ وہ آنے والی زرعی پالیسی کو اس نقطہ نظر سے دیکھ سکیں اور آخری میں پی کے ایم ٹی کے تعارف اور سرگرمیوں کے بارے میں بھی روشنی ڈالی گئی۔

عورتوں کا عالمی دن

عورتوں کا عالمی دن 8 مارچ، 2014 کو پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی کے تحت صوبہ سندھ کے ضلع گھوٹکی میں ایک تقریب منعقد کی گئی جس میں سندھ کے مختلف اضلاع کی 72 عورتوں نے شرکت کی۔ پروگرام کا مقصد دیہی آبادیوں کی عورتوں خاص کر کسان عورتوں کے معاشی، سماجی اور معاشرتی مسائل کو اجاگر کرنا اور ان کے خلاف آواز بلند کرنا تھا۔

مظاہرہ

پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی کے تحت 8 اپریل، 2014 کو پنجاب اسمبلی کے سامنے سیڈ ایکٹ پنجاب کے خلاف مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرہ کا مقصد ایوان میں بیٹھے ہوئے نمائندوں کو اس بیج کے قانون سے کسانوں پر ہونے والے اثرات سے آگاہ کرنا اور اس ایکٹ کے خلاف آواز بلند کرنا تھا۔ اس کے علاوہ 15 جون، 2014 کو سکھر پریس کلب کے سامنے ترقیاتی انصاف اور عدل پر مبنی دنیا کے حق میں مظاہرہ ہوا۔ اس کی تفصیل صفحہ 6 میں دی گئی ہے۔

صوبائی اجلاس

پچھلے سال کی طرح اس سال بھی پی کے ایم ٹی کے صوبائی اجلاسوں کا اہتمام کیا گیا۔ 8 اپریل، 2014 کو لاہور میں پنجاب اور 15 جون، 2014 کو سکھر میں سندھ صوبائی اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کا مقصد صوبائی سطح پر ممبران میں یکجہتی پیدا کرنا، عوامی آگہی پروگرام کے تحت ملنے والے لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا اور کسانوں کے حقوق کے لیے آواز بلند کرنا ہے۔ اجلاس کی تصیلات صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں۔

ریڈیو پرگرام

پی کے ایم ٹی اور روٹس فار ایکوٹی کے تعاون سے کسانوں کے لیے معلوماتی پروگرام کے سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے ضلع ہری پور صوبہ کے پی کے میں ایف ایم ریڈیو پر پروگرام ریکارڈ کیا گیا۔

ضلعی رابطہ کاروں کے لیے تربیت

پی کے ایم ٹی کے تمام ضلعی رابطہ کاروں کے لیے ایک تربیتی نشست کا اہتمام یکم مارچ کو ملتان میں کیا گیا۔ اس نشست کا مقصد ضلعی رابطہ کاروں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنا تھی۔ اس کے علاوہ پی کے ایم ٹی کے آئین پر تفصیلی نظر ڈالنا مقصد تھا جس کی روشنی میں ممبرشپ مہم کا آغاز کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ ضلعی مسائل اور مشکلات پر بھی تبادلہ خیال کیا گیا۔

پاکستان کسان مزدور تحریک کا تعارف

پاکستان کسان مزدور تحریک (پی کے ایم ٹی) ملک کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں پر مشتمل ایک تنظیم ہے۔ تنظیم نے اگرچہ پی کے ایم ٹی کا نام 2010 میں اختیار کیا لیکن بحیثیت کسان مزدور تنظیم یہ 2008 سے سرگرم عمل ہے۔ 2008 میں تنظیم پاکستان کسان سنگت کے نام سے جانی جاتی تھی۔ اس کے اہم اہداف میں زراعت اور زرعی مسائل کے بارے میں عوامی بیداری، پائیدار زراعت اور خوراک کی خودمختاری شامل ہے۔

پی کے ایم ٹی کی اہم ذمہ داریوں میں ملک کے چھوٹے اور بے زمین کسان مزدوروں کے لیے حقوق، خوراک کی خودمختاری اور پائیدار زراعت کے موضوعات پر تفصیلی تربیتی پروگرام شامل ہیں۔ پی کے ایم ٹی میں فیصلہ سازی کور گروپ (مرکزی گروپ) کے ذریعے کی جاتی ہے اور تنظیمی ڈھانچے کے لیے تحریک کے ممبران عہدیداروں کا انتخاب کرتے ہیں جس میں مرکزی رابطہ کار، صوبائی رابطہ کار اور ضلعی رابطہ کار شامل ہیں۔

تحریک کے بنیادی اصول

پی کے ایم ٹی مذہب، رنگ، نسل، علاقائی اور لسانی تعصب سے بالا تر ہو کر مندرجہ ذیل اصولوں پر منظّم ہونے کا عزم رکھتی ہے:

1۔ کسانوں بالخصوص کسان عورتوں کے حقوق۔
2۔ خوراک کی خودمختاری۔
3۔ موسمی انصاف۔
4۔ پیداواری وسائل تک اختیار اور رسائی۔
5۔ اتحاد، یکجہتی اور جدوجہد۔